Cosmos Multidisciplinary Research E-Journal Online Available at www.cmrj.in
Recognized International Peer Reviewed Journal Impact Factor 4.94 ISSN No. 2456-1665

Ameer Khusru : A Historian

امیر خسرو: ایک مؤرخ

مقالہ نگار : ڈاکٹر قریشی عتیق احمد

اسوسیٹ پروفیسر وصدر شعبۂ اردو

آرٹس، سائنس وکامرس کالج بدناپور ضلع جالنہ

چودھویں صدی میں ہندوستان کی سرزمین میں ایک ایسی عظیم ہستی نے جنم لیا۔ جس کی شہرت تاقیامت تک باقی رہے گی۔ اِس عظیم ہستی کا نام امیر خسرو ہے۔ امیر خسرو ہمہ گیر شخصیت کے مالک، ایک عظیم شاعر، جس نے ہندوستان میں فارسی زبان وادب کو نت نئے افکار و تخیلات سے نوازا۔ وہ ایک ماہر لسانیات تھے۔ ہندوستان کی کئی زبانوں پر انہیں قدرت حاصل تھی مثلاً سنسکرت، لاہوری، گجراتی وغیرہ۔ ایک ایسے موسیقار تھے، جنہوں نے موسیقی کے کئی آلات اور کئی نئے راگ کو خود ایجاد کئے۔ ایک تجربہ کار سپاہی بھی تھے۔ جو دلی کے مسلم سلاطین کے عسکری نظام کو بہتر بنانے میں رہنمائی کرتے تھے۔ ایک تدبّر سیاست داں تھے۔ جو امراء اور سلاطین کو انتظامِ سلطنت کے نظم و نسق کو قوی اور مستحکم بنائے رکھنے میں مفید آراء سے نوازتے تھے۔ ایک صوفی تھے، جو اپنے مرشد شیخ نظام الدین اولیاء کے عشق میں اس قدر گرفتار تھے کہ حضرت خواجہ کے دنیا سے پردہ لینے کے چھ ماہ کے بعد فوراً اِس جہاں کو الوداع کہہ دیا۔ ذیل کے شعر سے ان کی داخلی کیفیت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

گوری سووے سیج پے، مکھ پے ڈارے کیس

چل خسرو آپنے سانجھ بھئی چہو دیس

وہ ایسی عظیم المرتبت شخصیت تھے کہ آج تک ان کا ثانی پیدا نہیں ہوا۔ ۱۲۵۳ء میں پٹیالی ضلع (اترپردیش) میں امیر خسرو نے آنکھیں کھولی تھی۔ امیر خسرو کا دور برصغیر میں ایک بے چینی و خلفشار کا دور تھا۔ منگولوں کے ہندوستان میں مسلسل حملے ہورہے تھے۔ نتیجۃً حکومتِ وقت کو ہمہ وقت جنگ و جدال کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ دوسری جانب درباریوں کی آپسی رنجش و بے ایمانی اور سازش نے دلی کے مسلم سلاطین کی سلطنت کو پانی کا بلبلہ بنادیا تھا۔ ایسے پُر آشوب زمانے کے تمام پہلو کو امیر خسرو نے اپنی تحریروں میں اجاگر کیا ہے۔ غیاث الدین بلبن سے لیکر غیاث الدین تغلق تک یعنی گیارہ بادشاہوں کے عہد کی سیاسی سماجی، اقتصادی، تہذیبی و ثقافتی زندگی کے ہر پہلو کو امیر خسرو نے نہ صرف دیکھا ہے بلکہ اِس دور کے تمام حالات واقعات و لمحات کے چشم دید گواہ بھی بنے ہیں۔ جو تاریخ کا ایک اٹوٹ حصہ ہے۔ یہی سبب ہے کہ آج بھی ہمیں ہندوستان کی

قرونِ وسطٰی کی تاریخ وتہذیب کو سمجھنے اور جاننے کے لئے امیر خسرو کی تصانیف کی ضرورت پڑتی ہے۔ ذیل میں امیر خسرو کی چند تصانیف جو تاریخ سے تعلق رکھتی ہے۔ حسب ذیل ہیں۔

قرآن السعدین:

ادبی نقطہ نگاہ سے ایک مثنوی ہے۔ لیکن اِس میں بھی تاریخی واقعات پوشیدہ ہیں۔ اِس مثنوی میں کل ۴ ہزار شعر اور ۱۸ غزلیں ہیں۔ زبان سلیس اور اندازِ بیان دلچسپ ہے۔ اِس مثنوی میں امیر خسرو نے صرف باپ اور بیٹے کی ملاقات کا تاریخی منظر پیش نہیں کیا ہے۔ بلکہ منگولوں کے متعلق کافی معلومات فراہم پہنچائی ہے۔ مثلاً ہندوستان پر منگولوں کا حملے، خسرو کا قید ہونا، منگولوں کا اپنے دشمنوں کو کس طرح سزا دینا، ان تمام چیزوں کو امیر خسرو نے شعری لب ولہجہ میں اجاگر کیا ہے۔ اِس مثنوی کو تحریر کرنے کا پس منظر یہ ہے کہ غیاث الدین بلبن (۱۲۲۶ء۔۱۲۸۷ء) کے بعد دلی سلطنت کی لگام کو ایک نوجوان عیاش پسند شہزادہ معزالدین کیقباد کے ہاتھوں میں آگئی تھی۔ شہزادہ دلی کے قلعوں کی حفاظت کے بجائے ناچنے اور گانے والیوں کے زلف کو سنوار رہا تھا۔ دربار رقص و سرور کا اڈا بن چکا تھا۔ کیقباد جوانی کی مستی میں اس قدر ڈوب گیا تھا کہ عوام اور ملک کے فلاح و بہبود سے اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ دلی سلطنت کی اِس تباہی وبربادی نے بغراخاں کو پریشان کر دیا تھا۔ بلبن کے زمانے میں بغراخان کو بنگال کی حکومت سنبھالنے کیلئے مقرر کیا گیا تھا۔ لہٰذا بیٹے کی عیاشی نے باپ کو پریشان کر دیا تھا یا دلی پر حکومت کرنے کی خواہش تھی۔ یہ بھی ایک تاریخی راز ہے۔ نتیجہ بیٹے کو سبق سکھانے کے لئے بغراخاں نے اپنے لشکر کے ساتھ اودھ کی جانب روانہ ہوا۔ دوسری جانب کیقباد بھی دلی سے لاوٗ لشکر لے کر چلا پڑا۔ باپ اور بیٹے کی ملاقات دریائے سرجو کے کنارے ہوئی تھی۔ اِس واقعہ کو بعض مورخین مانتے ہیں کہ کیقباد کے فوج کے سامنے بغراخاں نے گھنٹے ٹیکے دیئے۔

ستیو مادھوروٗ لکھتے ہیں:

> "باپ نے دیکھا کہ کیقباد کی فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتا اس نے بات بدل دی اور کہا بیٹے! میں تم سے ملنے کے لے آیا ہوں۔ میرے غائبانہ میں تمہارے سر پر جو تاج رکھا گیا وہ دیکھنے کی مجھے سعادت حاصل نہ ہوئی۔ میں اپنے ہاتھ سے تاج تمہارے سر پر رکھنا چاہتا ہوں۔ ایک سعادت مند بیٹے کی حیثیت سے اس نے بھی جواب دیا کہ میں آپ سے باہر نہیں ہوں وغیرہ اسطرح یہ جھگڑا ختم ہوگیا۔"

[جہانِ خسرو؛ ص ۲۵۳]

مذکورہ بالا اقتباس پر کئی مورخین اور ناقدین کو اختلاف ہے۔ چونکہ امیر خسرو اِس تاریخی واقعات کا چشم دید گواہ تھے۔ اور اِس واقعے کو امیر خسرو نے شعری لب ولہجہ میں قلمبند کیا ہے۔ اِس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ شاعری میں مبالغہ آرائی کی گنجائش ہوتی ہے۔ تو تاریخی واقعات کے صحت میں بھی بے ترتیبی پائی جاتی ہے۔ مختصراً قرآن السعدین میں بھی ہندوستان کی سیاسی سماجی اقتصادی وتہذیبی زندگی کی عکاسی ملتی ہے۔

Cosmos Multidisciplinary Research E-Journal
Online Available at www.cmrj.in
Recognized International Peer Reviewed Journal
Impact Factor 4.94
ISSN No. 2456-1665

امیر خسرو کی خزائن الفتوح یا تاریخ علائی بھی ایک تاریخی دستیاویز ہے۔اِس میں علاء الد ین خلجی کی فتوحاتِ دِکن کی تفصیلات ہے۔خزائن الفتوح نثر میں ہے۔اِس کا اوریجنل نسخہ برٹش میوزیم لندن میں ہے۔پروفیسر محمد حبیب نے خزائن الفتوح کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔خزائن الفتوح میں علاء الدین خلجی کی جنگی مہم اور فتوحات کی داستان کو امیر خسرو نے بے حد دلچسپ اور موثر انداامیں بیان کیا ہے۔نثری اعتبار سے قابل قدر ہے۔تاریخ دانوں کے لئے بھی کتاب ” خزائن الفتوح“ بڑی اہمیت رکھتی ہے۔کیونکہ علاء الدین خلجی کی شمالی اور جنوبی ہند کی جنگی مہم اور فتوحات کی تاریخی واقعات کا تا ریخ کی کتابوں میں فقدان ہے۔ تحقیق کی روشنی میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ دکن کی تاریخ کی تفصیلات ہمیں صرف چکر دھر میں ملتی ہے۔اس کے علاوہ کوئی اور ذرائع سے نہیں ملتی ہے۔

ضیاء الدین برنی کے یہاں بھی دکن کی تاریخ کی تفصیلات میں کمی پائی جاتی ہے ۱۳۰۳ میں علاء الدین خلجی نے پہلی بار ورنگل پر حملہ کیا تھا۔اور اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔لیکن خلجی کی جواں مردی نے ہار نہیں مانی۔۱۳۰۷ میں ملک کافور کی سرگردی میں دکن پر دوبارہ حملہ کیا اور کامیاب ہوا۔امیر خسرو نے خزائن الفتوح میں ورنگل کی مہم کی تفصیلات اس آج بھی درست ہیں،ورنگل کے قلعہ کا جو گھیر ہے بتایا ہے کہ ۱۶۴۶ گز ہے آج بھی آپ گن طرح لکھی۔بقول ستیو مادھوروٗ پگڑی کر دیکھیں گے تو برابر ہو گا۔اور راستہ بھی بتایا ہے۔پہلے دہلی سے نکلتے ہیں تو چندیری پہنچتے ہیں۔جو مدھیہ پردیش میں ہے پھر وہاں سے کھر گون پہنچتے ہیں جو مدھیہ پردیش کا ایک ضلع ہے پھر تاپتی پار کر کے کھنڈوا یا برھانپور پہنچتے ہیں۔۔۔۔۔۔ان سارے راستوں کی ایک تفصیلی تصویر آپ کو اور کہیں نہیں ملے گی،امیر خسرو نے اور کچھ بھی نہ لکھا ہو تا صرف خزائن الفتوح ہی قلمبند کر دی ہوتی تو بھی ان کو ہندوستان کے مورخین میں اعلیٰ مقام حاصل ہو تا۔“ (ایضاً ص256)

دولرانی خضر خاں:

یہ ایک عشقیہ مثنوی ہے۔اِس مثنوی میں بھی دولرانی اور خضر خاں کی محبت کو امیر خسرو نے شعری لہجہ میں پیش کیا ہے۔تاریخی نقطہ نگاہ سے بھی اِس مثنوی کی بڑی اہمیت ہے۔دولرانی خضر خاں میں تاریخ کے ان حقائق پوشیدہ ہے جو تاریخ کی کتابوں میں بھی نہیں ملتی ہے۔اِس مثنوی کو نظم کرنے کا پس منظر یہ ہے کہ علاء الدین خلجی کا ۱۲ سال کا لڑکا خضر خاں،۹ سال کی لڑکی دولرانی کی محبت میں گرفتار ہو گیا تھا۔اِس خبر کو ملک کافور نے علاء الدین خلجی کو یوں دیا کہ لڑکا باغی ہو گیا ہے۔ نتیجہ شہزادہ کو گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا گیا۔بد قسمتی سے علاء الدین خلجی کا انتقال ہو گیا اور ملک کافور فوراً سلطنت پر قابض ہو گیا۔ اور شہزادخضر خاں کے خلاف حکم صادر کیا کہ اندھا کر دیا جائے۔اِس دردناک واقعہ کو امیر خسرو نے بے حد جذباتی ہیجان میں قلمبند کیا ہے۔اس کے علاوہ امیر خسرو نے ملک کافور کی بد دیانت داری اور علاء الدین خلجی کے خلاف سازش کے واقعات کو بیان کیا ہے۔ دولرانی خضر خاں میں چودھویں صدی کی سیاسی خلفشار وانتشار کی بھرپور عکاسی ملتی ہے۔

Cosmos Multidisciplinary Research E-Journal Online Available at www.cmrj.in
Recognized International Peer Reviewed Journal Impact Factor 4.94 ISSN No. 2456-1665

امیر خسرو کی ” نہ سپہر “ میں بھی تاریخی واقعات ملتے ہیں۔ یہ قصیدے کے فارم میں ہے۔

اِس تصنیف میں سلطان (مبارک خلجی) کی تخت نشینی، دیوگری کی مہم اور تاریخی عمارتوں کی تعمیر کا واقعہ قلمبند کیا گیا ہے۔ ” نہ سپہر “ میں خسرو کے سیاسی افکار کے ساتھ سماجی نظریئے بھی ہیں۔ ” مفتاح الفتوح “ ایک مختصر مثنوی ہے۔ اِس مثنوی میں بادشاہ جلال الدین خلجی کی دور کی ابتدائی حالات اور تخت نشینی اور دیگر ریاستوں کے مہم و فتوحات کا حال بیان کیا گیا ہے۔ یہ مثنوی ۱۳۲۱ میں لکھی گئی تھی۔ اِس مثنوی میں سلطان کے فتوحات خصوصاً اجین اور راجپوتانہ بادشاہوں کے خلاف تھی۔ امیر خسرو نے شعری لب ولہجہ میں تاریخی وقعات کو قلمبند کرنے کی کامیاب سعی کی ہے اور کامیاب بھی رہے۔ ” تغلق نامہ “ امیر خسرو کی آخری تاریخی مثنوی ہے۔ غیاث الدین تغلق کے کہنے پر خسرو نے ۱۳۲۵ میں لکھی تھی۔ اِس مثنوی میں خلجی خاندان کی بربادیوں کا سانحہ کا حال تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ دلی سلطنت پر تغلق خاندان کی ابتدائی حالات اور فتوحات کی عمدہ تصویریں ملتی ہیں۔ بعض مورخین نے ” تغلق نامہ “ پر سوالیہ نشان لگایا ہے؟ کہ تغلق خاندان کے متعلق معلومات ابن بطوطہ اور ضیاء الدین برنی کی کتابوں میں مدرج ہیں۔ امیر خسرو کی ” تغلق نامہ “ میں کون سی نئی بات ہے بعض اوقات تاریخ کے واقعات کی ترتیب مورخین کی نگاہ سے اوجھل ہو جاتی ہے۔ جو ہمیں ادب پاروں میں آسانی سے نظر آتی ہے۔ ” تغلق نامہ “ بھی تاریخی واقعات کی گم شدہ کڑیوں کی ایک ں بھی ملتا ہے۔ کتابوں دستیاویز ہے۔ اِس کے علاوہ مسلم سلاطین کے عہد کی سیاسی و سماجی و ثقافتی حالات کا واقعہ ” اعجاز خسروی “ می کی تفصیلات سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ امیر خسرو ہمہ جہت فنون لطیفہ سے وابستگی کے باوجود تاریخی واقعات کو پیش کرنے میں کسی مورخ سے کم نہیں تھے۔ اس لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ امیر خسرو ایک مورخ بھی تھے۔

مستفاد و مآخذ:

مقالہ امیر خسرو: ہمہ پہلو شخصیت	گوپی چند نارنگ
قرآن السعدین	امیر خسرو
خزائن الفتوح	امیر خسرو
دولرانی خضر خاں	امیر خسرو

From :

Dr. Qureshi Ateeque Ahmed Abdul Quddus
Asso. Prof. & Head of Urdu Department,
NKSPT's Arts, Science & Commerce College,
Badnapur Dist. Jalna (M.S.)
Mob. No. 9423761597
e-mail ID : ateeqahmedhnl@gmail.com